

دبستان سیال شریف کا ملفوظاتی ادب: ایک تعارفی مطالعہ

This article deals with the oral tales of Chistia order of Sial sharif school of thought. Hazrat Khawja Shams ud Din Sialvi is the pioneer of *Khanqah* in Sial sharif. Thousands of people embraced *Bei 'at* at his exalted hands. His sayings were recorded by his spiritual disciple Sayyed Mummad Saeed Zanjani in *Mirat ul Aarfeen*. In the present article, the researcher introduces and analyses the *Malfuzati Adab* (holy sayings), which were written in Sial Sharif and its successive *Khangahs*. In first two decades of the Twentieth century this sacred literature was written in Persian language but with the passage of time, the sayings of sufis were started to be written in Urdu. Those collections of sayings , which were written in Persian originally, were translated into Urdu as well. In the present study, the researcher, discusses all the versions of *Malfuzati* literature.

سیال شریف کی بارگاہِ خواجہ پیر پٹھان محمد سلیمان خان تونسوی [م ۱۲۶۷ھ] کے خلیفہ اجل خواجہ شمس الدین سیالوی [م ۱۳۰۰ھ] کے انوار و تجلیات سے ضیا بار ہے۔ ان کی وساطت سے یہ نطفہ خوش آثار پہلی بار سلسلہ چشتیہ کے ہمہ رنگ اور ہمہ گیر زندگی کے احساسِ جمال سے پیالہ گیر ہوا۔ بانی خانقاہ کی حیثیت سے وہ زمپ سجادہ ہوئے، تو ان کی عرفانی اور روحانی خوشبو نے دور دراز بسنے والوں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا۔ لاکھوں لوگ ان کے سایہ عافیت میں پناہ گزین ہوئے اور ان کے دلوں کی دنیا بدل گئی۔ ایک ایسا خاموش انقلاب آیا کہ جس نے ہر ایک شکستہ دل کے مشام جاں کو معطر کر دیا۔ کتنی ہی چشتیہ خانقاہیں (اسلامی مدرسے) ان کے خلفا کی بدولت معرضِ اظہار میں آئیں اور ان میں روحانیت کی تعلیم عام ہوئی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی رقمطراز ہیں کہ:

”شیخ شمس الدین نے سیال شریف میں اپنا خانقاہی نظام اعلیٰ پیمانے پر قائم کیا تھا۔ ان کے یہاں لنگر کا خاص اہتمام تھا۔ تمام زائرین اور مسافروں کو کھانا لنگر خانے سے ملتا تھا۔ شہر کے مفلسوں اور مسکینوں کو بھی کھانا دیا جاتا تھا۔ قیام کا انتظام بہت اچھا تھا۔ چارپائی اور بستر ہر آنے والے کے لیے مہیا کیے جاتے تھے۔ جو لوگ مستقلاً خانقاہ میں رہتے تھے، ان کو کپڑا بھی دیا جاتا تھا۔ شیخ سیالوی کا اخلاق بہت اعلیٰ تھا۔ اجنبی اور ملاقاتی سے ایک طرح ملتے تھے۔ ہر آنے والے سے خلوص اور محبت کا اظہار کرتے تھے۔ ہمدردی سے ہر ایک کے دکھ درد کی داستان سنتے تھے اور مناسب حال علاج کرتے تھے۔ شریعت کے معاملے میں بہت سخت گیر تھے اور اس سلسلے میں مریدین پر سختی کو ضروری سمجھتے تھے۔“ (۱)

خواجہ سیال غریب نواز نے چشتیہ سلسلے کی تعلیمات کو ہر خاص و عام کے دل کی دھڑکن بنا دیا۔ انھوں نے فکر و خیال کی ایسی شمع روشن کی، جس کی بدولت در ماندہ راہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ مشائخِ چشت کی روایت پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی خوش کلامی کے رنگ اور خوشبودان کرتے رہے اور یوں ان کے سامعین اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق احساس اور شعور کے پیمانے لبریز کرتے رہے اور ملفوظات نگاری کی روایت نئے موسموں کا سند یہ بن کر چشتیہ نظامِ فکر و خیال کے افق پر طلوع ہوتی رہی۔ خواجہ سیالوی کے بعد ان کے خلفا بھی اسی روایت کے امین رہے اور ان کی محفلیں بھی اسی رنگ اور آہنگ کا منظر تخلیق کرتی رہیں، جو ان کے پیر و مرشد کی بارگاہِ تقدس مآب کا خاصہ تھیں۔ ان پر کیف اور پُر انوار مجالس میں رنگوں اور خوشبوؤں کا جو رقص جاری رہا، ملفوظاتی ادب کی کتابوں میں ان کی عکس اندازی اور احساسِ جمال کی جمع آوری کے مناظر تخلیق ہوتے گئے اور یوں ایسا سرمایہ فکر اور متاع خیال سامنے آیا، جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس مقالے میں سیال شریف اور اس کے فیضِ نسبت سے آباد خانقاہوں میں تخلیق ہونے والے ملفوظاتی ادب کا ایک تعارفی جائزہ مرتب کیا گیا ہے، تاکہ ان مجالس کے صدر نشینوں کی گل افشانی کے کچھ مظاہر اور مناظر پیش کیے جاسکیں۔

سیال شریف کا ملفوظاتی ادب:

[۱]

مرآة العاقلین (۲) خواجہ شمس الدین سیالوی کے ملفوظاتِ عالیہ کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب خواجہ سیالوی کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ سید محمد سعید زنجانی ہیں۔ وہ مدتوں اپنے شیخ کے کنارِ شفقت میں پناہ گزین رہے۔ انھوں نے ان پر ضیا اور مشکبار لحوں کو عکس انداز کرنے اور ان کی مہکار سے وجودِ جاں کو ہمکنار کرنے کا جتن کیا، تو ان کی اس کاوش کا حاصل **مرآة العاقلین** کی صورت میں جلوہ افروز ہوا۔ وہ ۱۵-ربیع الاول ۱۲۸۷ھ کو شرفِ غلامی سے فیض یاب ہوئے اور ایک ماہ بعد انھوں نے ملفوظ نگاری کا آغاز کیا اور اپنے پیر و مرشد کی پُر انوار مجالس کی عکس گری میں اپنے سوزِ دروں کی تابانی اور حسنِ طبیعت کی خوش آہنگی کا بین ثبوت دیا۔ انھوں نے چالیس موضوعات کے زیرِ عنوان مجالس کی کیفیاتی بوقلمونی کو وحدتِ احساس کی تعبیر عطا کی، جس سے ان مجالس کا معنوی منظر نامہ خواجہ سیالوی غریب نواز کی بصیرت افروز جمالیات کا ترجمان ہوا۔ ان میں صداقتِ احساس کے رنگ بھی نمایاں ہوئے اور ان کی تجلیاتی جمالیات کی تہذیب بھی منکشف ہوئی۔

مرآة العاقلین ایک بار ۱۳۰۲ھ (۳) میں اشاعت آشنا ہوئی۔ اس کی طباعت کی سعادت مصطفائی پریس، لاہور کے کار پردازوں کے حصے میں آئی، جنھوں نے خواجہ سیالوی کی خوش کلامی کے مناظر کی بصیرت اور بصارت افروزی کے مظاہر کو پھیلانے کا اہتمام کیا۔ ایک سو تیس برسوں کا سفر طے کرتی یہ کتاب اب خال خال عقیدت گزاروں کے پاس بطور تبرک محفوظ ہے۔ اس کے اصل متن کی تدوین ڈاکٹر معین نظامی [استاد شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور] کے زیرِ نظر ہے۔ ان شاء اللہ یہ متن جدید تحقیقی اور تدوینی اصولوں کی روشنی میں مرتب ہو کر بارگاہِ خواجہ سیالوی کے انوار کی انعکاس پذیری میں جلوہ گر ہوگا۔

اس ملفوظاتی مجموعے کا اردو ترجمہ **پُر گوہر** کے عنوان سے پروفیسر غلام نظام الدین نے کیا، جو ۱۹۹۸ء / ۱۴۱۹ھ میں تصوف

فاؤنڈیشن، لاہور کے اہتمام سے طبع اور اردو دان طبقے میں مقبول عام ہوا۔ یہ ترجمہ صاحب ملفوظ کے اقوال و ارشادات کی خوشبو سے معطر ہے۔ یہ ترجمہ اس قدر متن کے معنوی اور فکری مدار سے ہم آہنگ ہے کہ ان کے مابین فاصلہ بالکل نہیں ہے۔ مترجم نے لکھا ہے کہ:

”مرآۃ العاشقین میں کہیں کہیں ابہام بھی تھا، لیکن ایسے موقعوں پر مترجم نے اس لیے اپنی طرف سے کوئی صراحت نہیں کی، تاکہ ملفوظات کی اصل نوعیت جوں کی توں برقرار رہے۔“ (۴)

ترجمہ نگار اس متصوفانہ صداقتِ احساس سے مالا مال تھے، جو ایسی کتابوں کی ترتیب و تہذیب اور ان کے تراجم کے لیے لازمی امر ہے۔ انھوں نے فارسی کی تہذیبی معنویت کو اردو کے لباس سے مزین کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

انوارِ قریہ (۵) شیخ الاسلام محمد قمر الدین سیالوی (۲۰م۔ جولائی ۱۹۸۱ء) کے ملفوظات عالیہ کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع قاری غلام احمد ہیں۔ انھوں نے تین جلدوں میں اپنے شیخ کے ملفوظات کی ترقیم کی۔ یہ مجموعہ دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانہ، کراچی کے زیرِ اہتمام اشاعت پذیر ہوا۔ تینوں جلدوں کی اشاعتی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

جلد اول: بار اول اپریل ۲۰۰۲ء: صفحات ۳۷۲

جلد دوم: بار اول مارچ ۲۰۰۳ء: صفحات ۳۰۴

جلد سوم: بار اول اپریل ۲۰۰۴ء: صفحات ۳۵۹

یہ مجموعہ کیا ہے؟ گنجینہ معنی کا طلسم کدہ ہے۔ اس کے ایک ایک جملے میں جہان معنی کی کئی دنیائیں آباد ہیں۔ شیخ الاسلام ایک ہمہ جہت اور ہمہ رنگ شخصیت تھے۔ ان کے ان ملفوظات میں ان کی زندگی کے کتنے ہی فکری اور معنوی رنگ عکس انداز ہوئے ہیں، جن سے حسن خیال کی تعبیر: جمالیاتی احساس کی سچائی سے معطر ہے۔ فکر و خیال کی اتنی بصیرت افروز تفہیم اور تعبیر ان کی خوش کلامی کا ایسا ماحول مرتب کرتی ہیں کہ عرفان کے رنگ بکھر کے قارئین کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں۔ یوں ان کی گفتگوئے دل نشین کا پیرایہ اظہار ایک ایسے اسلوب کے پیکر میں ڈھل جاتا ہے کہ جس کی تابانی اور رعنائی کا دائرہ اثر پھیلتا جاتا ہے۔

شریعت و طریقت کے نیرِ تاباں (۶) شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی کے اقوال و ارشادات کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مرتب عربی زبان و ادب کے استاد ڈاکٹر خالق داد ملک ہیں۔ ملفوظاتی ادب کی روایت میں یہ مجموعہ اس حوالے سے منفرد اور ممتاز ہے کہ اس کی تدوین اور تہذیب ملفوظات کے روایتی طریقہ نگارش کے مطابق نہیں کی گئی، بلکہ اسے مختلف کتب و رسائل کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ اس مجموعے میں بیس موضوعات کے زیرِ عنوان شیخ الاسلام کے اقوال و ارشادات درج ہیں۔ ان اقوال میں اختصار بھی ہے اور جامعیت بھی؛ معنوی آبداری بھی ہے اور فکری ہنر کاری بھی؛ ان میں بیان کی سادگی بھی ہے اور مطالب کی گہرائی بھی؛ ان میں خوش وقتی کا احساس بھی ہے اور راحتِ دل کا سامان بھی؛ ان میں خیال کا اچھوتا پن بھی ہے اور برجستگی اظہار کا قرینہ بھی؛ ان میں شریعت اور طریقت کے معارف بھی ہیں اور حقیقت و معرفت کے نکات بھی؛ ان میں پند و نصائح کا رنگ بھی ہے اور حقائق و عرفان کا آہنگ بھی؛ ان میں اخلاص کی رعنائی بھی ہے اور محبت کی خوشبو بھی۔ ۴۴ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ اختصار اور جامعیت کی عمدہ مثال ہے۔ ماخذ اور مصادر میں ۲۵ کتابیں شامل ہیں۔ ان کتابوں سے فاضل مرتب نے شیخ الاسلام کے فرمودات اخذ کیے ہیں اور انھیں اس طرح سلکِ احساس میں پرویا ہے کہ دُرِ بے بہا جگمگا اٹھے ہیں۔

جلال پور شریف کا ملفوظاتی ادب:

[۲]

نجات المحبوب فی احیاء القلوب (۷) پیر غلام حیدر شاہ جلال پوری (م ۱۹۰۸ء/ ۱۳۲۶ھ) کے ملفوظات گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب اور جامع صوفی نور عالم جہلمی حضور جلال پوری کے دامن گرفتہ تھے۔ انھوں نے نہایت عقیدت اور ارادت سے اپنے شیخ کی مجالس کی روداد نگاری کا فریضہ انجام دیا۔ وہ پہلی بار ۱۲۔ رمضان ۱۲۹۴ھ کو بارگاہ جلال پور میں باریاب ہوئے اور غلامی کی مسند خوش آثار پر جلوہ آرا ہو گئے۔ انھوں نے ملفوظات نگاری کا آغاز ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ میں کیا، لیکن بوجہ اس سلسلہ کو جاری نہ رکھ سکے۔ آٹھ سال بعد دوبارہ ان مجالس کے مناظر کی عکس گری میں مصروف کار ہوئے، تو شوق کی رہبری اور شیخ کے فیضانِ نظر کی کرم فرمائی نے اس جادہ محبت کو طے کرنے میں ان کی یادری کی اور وہ کامگار ہوئے۔ یہ مجموعہ ملفوظات مرتب کے سولہ برسوں کی محنت کا ثمر ہے۔ پہلی اور آخری بار ۱۹۰۹ء میں کارخانہ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ کے زیرِ اہتمام طباعت آشنا ہو کر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس مجموعے میں ۶۶ مجالس کی روداد اور ان کا احوال شامل ہے۔ آخر میں صوفی نور عالم نے اپنے شیخ کی رحلت اور ان کی تدفین کا حال بھی رقم کیا ہے۔ کتاب میں منظومات کی بھی خاصی تعداد موجود ہے اور ان میں سے اکثر منظومات جامع ملفوظات کے حسنِ تخلیق کا ثمر ہیں۔ یہ مجموعہ ۲۷۲ صفحات پر محیط ہے اور فارسی زبان میں ہے۔

ذکر حبیب (۸) پیر غلام حیدر شاہ جلال پوری کے احوال، کرامات اور ملفوظات کا نہایت ہی قابلِ قدر مجموعہ ہے۔ اس کے مؤلف ملک محمد الدین ہیں، جنھوں نے اپنے شیخ کے احوال و آثار کو نہایت محبت اور عقیدت سے مرتب کیا۔ یہ کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ کتاب کا حصہ سوم ملفوظات پر مشتمل ہے، جسے مؤلف کتاب نے ملفوظات حیدری کے عنوان سے موسوم کیا۔ یہ حصہ کتاب مذکورہ کے صفحہ ۴۱۲ سے ۶۸۰ تک پھیلا ہوا ہے، یعنی یہ ملفوظاتی حصہ ۱۶۸ صفحات پر محیط ہے۔ اس مجموعے کے زیادہ تر ملفوظات صوفی نور عالم کے ملفوظاتی مجموعہ نجات المحبوب فی احیاء القلوب کے ترجمے اور تلخیص پر مبنی ہیں۔ بہت ہی کم ملفوظات ایسے ہیں، جو ملک محمد الدین نے کسی دوسرے ذریعے، یا حوالے سے جمع کیے ہیں۔ یہ ملفوظات کتابی صورت میں مرتب ہونے سے قبل مؤلف کتاب کے علمی اور ادبی جریدے صوفی پنڈی بہاء الدین میں بھی قسط وار اشاعت پذیر ہوتے رہے ہیں۔

ذکر حبیب پہلی بار ۱۳۴۲ھ میں چھپی تھی۔ دوسری بار ۱۴۰۴ھ میں اشاعت آشنا ہوئی، جبکہ اس کا تیسرا ایڈیشن ضیاء القرآن پہلی کیشنز، لاہور کے اہتمام سے ۱۴۲۳ھ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔

یہ ملفوظات پیر غلام حیدر شاہ کے اندازِ گفتار کی گل افشانی کا عمدہ مرقع ہیں۔ مؤلف نے جو ملفوظات مختلف راویان کے توسط سے جمع کیے ہیں، ان کی ترتیل اور روایت میں راویوں کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن وہ تمام ملفوظات جملحات المحبوب سے اخذ کیے گئے، ان کا کہیں بھی حوالہ نہیں دیا۔ ان کی ترتیب و تہذیب سے یوں معلوم ہوتا ہے، جیسے یہ ان کے شنیدہ ہیں، لیکن ایسا نہیں۔ مؤلف ۱۹۰۶ء میں مرید ہوئے اور ان کے مرتبہ مجموعہ ملفوظات میں کچھ ایسے ملفوظات بھی ہیں، جو ۱۹۰۶ء سے قبل کی منعقدہ مجالس میں موضوعِ گفتگو بنے۔ انھیں ماہ و سال کی تعیین کے ساتھ صوفی نور عالم نے اپنے مجموعے کی زینت بنایا تھا۔

صوفی نور عالم جہلمی نے اپنے پیر و مرشد کے احوال اور ملفوظات میں **لمحات المحبوب** کے علاوہ ایک دوسری کتاب بعنوان **احیاء القلوب** المعروف بہ **مقامات المحبوب** (۹) بھی لکھی تھی۔ یہ کتاب کبھی اشاعت آشنا نہیں ہوئی اور اب تو اس کا ایک ہی قلمی نسخہ موجود ہے۔ منحصر بہ فرد یہ نسخہ صاف اور خوانا تو ہے، مگر کئی مقامات پر اس کے صفحات پھٹ گئے ہیں اور یوں کلی طور پر اس کا متن محفوظ نہیں اور نہ ہی اس کی بازیافت ممکن ہے۔ مذکورہ نسخہ قاضی محمد رئیس احمد قادری کا مملوکہ ہے۔ برادر عزیز حسن نواز شاہ [مخدومہ امیر جان لاہوری، خوالی، گوجران خان] کی کرم فرمائی سے راقم کو اس کی عکسی نقل میسر آئی۔ اس مجموعے میں پیر سید غلام حیدر شاہ جلال پور شریف کے احوال اور ملفوظات میں نہایت ہی قیمتی مواد موجود ہے۔ یہ متاع بے بہا **لمحات** پر اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر اس نسخے کے خوانا اور محفوظ متن کو مدون کر دیا جائے، تو حضرت جلال پوری کی پُر انوار زندگی کے کئی گوشے اور ان کی گفتگوئے دلنواز کے کئی منظر جلوہ گر ہو جائیں گے۔

گولڑہ شریف کا ملفوظاتی ادب:

[۳]

خزینہ انوار و گنجینہ اسرار موسوم بہ ملفوظات طیبہ (۱۰) قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف (م ۱۹۳۷ء) کے ملفوظات طیبات کا گراں ارزش مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ اصلاً فارسی میں ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول ۵۸ ملفوظات پر مشتمل ہے اور اس کے جامع مولوی گل فقیر احمد پشوری ہیں۔ دوسرا حصہ ۱۳۶ ملفوظات گرامی پر محیط ہے اور اس کے مرتب مولوی عبدالحق سسرالوی ہیں۔ ہر دو جامعین حضور قبلہ عالم گولڑہ شریف کے دامن گرفتہ اور فیض یافتہ تھے۔ پیر صاحب غریب نواز ان مجالس میں اپنی علاقائی زبان میں گفتگو فرماتے تھے، جبکہ مرتبین ملفوظات نے ان مجالس کے مناظر اور ان کی احوال نگاری فارسی زبان میں قلم بند کی۔ مولوی فیض احمد فیض رقم طراز ہیں کہ:

”ان حضرات نے آپ کی گفتگو کو، جو عموماً علاقائی زبان میں ہوتی تھی، فارسی کا جامہ پہنایا۔“ (۱۱)

فارسی ایڈیشن ۱۳۵۳ھ میں طباعت آشنا ہوا۔ اس کا سرورق اپنے عہد کے نامور کاتب مولوی عبدالحق زریں رقم کے کُسن قلم کا آئینہ دار ہے۔ مجموعے کی کتابت کا شرف نور عالم کو حاصل ہوا، جنہوں نے نہایت عقیدت اور محبت سے اس مجموعے کو اپنے کُسن کتابت سے مزین کیا۔ یہ مجموعہ منشی عبدالجبار کے زیر اہتمام صابر الیکٹرک پریس، لاہور سے اشاعت پذیر ہوا۔ اس کے صفحات کی تعداد ۲۰۷ ہے۔

خزینہ انوار و گنجینہ اسرار چشتیہ سلسلے کے ملفوظاتی ادب میں منفرد اور ممتاز مقام و مرتبے کا حامل ہے۔ اس مجموعے میں اتنے علمی اور فکری مسائل زیر بحث آئے ہیں کہ کوئی بھی دوسرا مجموعہ اتنے معارف کا خزانہ دار نہیں رہا۔ وحدۃ الوجود اور اس کے وجدانی رویوں کی تعبیر اور تفسیر اس مجموعہ ملفوظات کا اساسی پہلو رہا ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے مکاشفاتی اور وجدانی نظریات پر جیسی دسترس حضور قبلہ عالم کو میسر رہی ہے، ایسی مہارت تو بیسویں صدی کے کسی بھی عالم اور صوفی کا مقسوم نہیں رہی۔ وہ اپنی خاص مجالس میں اس عرفانی عقیدے پر گفتگو فرماتے تھے۔ بعض اوقات وہ اس مسئلے کے اظہار یے میں **فصوص** اور **فتوحات** کے مندرجات کی عارفانہ توجیہ بھی فرماتے تھے۔ اس اعتبار سے یہ مجموعہ ملفوظات: ملفوظاتی ادب کی تاریخ میں بالکل نئے رنگوں کا آئینہ دار ہے۔ اس میں حکایات کی تمثیلی معنویت سے اخذ معانی کا وہ رنگ نہیں رہا، جو اس سے قبل مجموعوں کا طرہ امتیاز رہا ہے، بلکہ ان کے برعکس یہ

مجموعہ اپنے فکری اور معنوی رنگ و آہنگ کی ترجمانی میں نئے آہنگ کی بصیرت افروزی کا عکاس ہے۔ اس مجموعے میں وجدانی اور عرفانی مراحل سلوک کی علمی اور فکری بنیاد فراہم کی گئی ہے۔ علم اور معرفت کی یگانگت اور یکجائی سے جہان معنی کی ایک نئی اور خوش آثار دنیا منکشف ہوئی ہے۔ حافظ شیرازی کی ایک غزل کی ایسی وجدانی اور مکاشفاتی تفہیم کی گئی ہے کہ حافظ کا کوئی دوسرا شارح فکر و آہنگ کی ترجمانی میں اس قدر کامگار نہیں رہا۔ قرآن و حدیث اور عارفانہ اقوال کے پہلو بہ پہلو، اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں، اشعار کا بر محل استعمال اس مجموعے کا ایک اور اختصاصی پہلو ہے۔ مولوی فیض احمد فیض نے اس دُر بے بہا کا اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ رقم طراز ہیں کہ:

”فارسی ایڈیشن میں کتابت اور طباعت کی کافی اغلاط باقی رہ گئی تھیں، اس لیے نیاز مند عرصے سے متمنی تھا کہ اس مجموعے کا اصل قلمی مسودے کے ساتھ مقابلہ کر کے پوری تصحیح کے بعد اس کا سلیس اردو ترجمہ منظر عام پر لایا جائے۔ مجھ سے پہلے حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے مخلص اور مستفیض استاذ العلماء حضرت الشیخ الجامع جناب مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی ثم بہاول پوری اور حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب بنگوی مترجم **تحقیق الحق** نے بھی اس طرف توجہ فرمائی، مگر یہ سلسلہ نامکمل ہی رہا۔ بالآخر اس نیاز مند نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور ترجمہ و تصحیح اور ترتیب میں قدرے ترمیم کے علاوہ مناسب مواقع پر ان ملفوظات کا مزید اضافہ بھی کر دیا، جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے فرزند ارجمند قبلہ بابو جی مدظلہ العالی سے سننے کا اتفاق ہوا اور بعض ملفوظات کے آخر میں مناسب فوائد و نتائج بھی اپنی طرف سے شامل کر دیئے۔ جیسا کہ ملفوظات کے جمع کرنے والے حضرات نے بھی مناسب مقامات پر کیا تھا۔ چنانچہ اس مجموعے میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے علاوہ جہاں محرر سطور یا راqm الحروف کے الفاظ کے ساتھ کچھ اضافہ ہے، وہ ملفوظات کے جمع کرنے والوں کی طرف سے ہے اور مترجم کے ساتھ جہاں کچھ تحریر ہے وہ اس نیاز مند کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں یہ مجموعہ مقولہ مشہورہ: عصای پیر بجای پیر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ سے عقیدت رکھنے والوں کے لیے تہک ہونے کے علاوہ آل جناب کے مسلک و مشرب کا بھی کسی حد تک آئینہ دار ہے۔“ (۱۲)

مولوی صاحب موصوف بھی قبلۂ عالم کے مرید اور عقیدت گزار تھے۔ وہ ساری زندگی اپنے شیخ کی بارگاہ عرش مقام میں اقامت گزریں رہے اور وہیں وفات پائی۔ انھوں نے اپنے پیر و مرشد کی فارسی کتابوں کے اردو ترجمے کیے اور ان کی ترتیب و تہذیب کا فریضہ بھی انجام دیا۔ وہ **مہر منیر** کے مصنف بھی تھے۔ پیر صاحب غریب نواز کے ملفوظات گرامی کا اردو ترجمہ **مقالات مرصیہ** المعروف **بہ ملفوظات مہریہ** کے عنوان سے منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اب تک اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

مہر منیر (۱۳) پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کی سوانح عمری ہے، جسے ان کے مرید باصفا مولانا فیض احمد فیض (۲۰۰۴-۲۰۰۵ء) نے مرتب کیا۔ اس سوانح عمری میں قبلۂ عالم کی شخصی، علمی، تہذیبی اور روحانی زندگی کے متنوع رنگ آشکار ہوئے۔ صاحب تالیف نے اس کتاب میں پیر صاحب غریب نواز کے ملفوظات کا ایک عمدہ انتخاب بھی مرتب کیا۔ اس ملفوظاتی انتخاب میں بیشتر ملفوظات ان کے مترجمہ مجموعے **ملفوظات مہریہ** سے ماخوذ ہیں، لیکن کئی مقامات پر ایسے ملفوظات بھی آئے ہیں، جو پہلی بار اس کتاب کی وساطت سے نظر

نواز ہوئے۔ ان ملفوظات کے جامع اور راوی پیر صاحب کے مرید خاص اور عالم اجل مولانا غلام محمد گھوٹوی (م ۱۹۲۸ء) ہیں۔ مہر منیر نے فاضل مؤلف نے یہ ملفوظات مولانا موصوف کی بیاضوں سے اخذ کیے اور انھیں اپنی کتاب میں ٹیکنوں کی طرح پُرودیا۔ ان کی مہکار قارئین کے مشام جاں کو معطر رکھتی ہے اور انھیں اس فضا سے باہر نکلنے نہیں دیتی۔ مولانا کے مرقومہ ملفوظات میں ان کے شیخ کی جمال افروز زندگی کے رنگ بھی دکھائی دیتے ہیں اور ان کی خوش گفتاری کے مناظر بھی۔ ان میں زندگی کے خوش آثار رویوں کی بہار دیدنی ہے۔ جامع ملفوظات کو اپنے شیخ کی علمی اور روحانی مجالس میں حاضر باشی کی سعادت بھی حاصل رہی اور بعض اسفار میں انھیں ہم سفری کا اعزاز بھی میسر رہا، لہذا وہ ملفوظات کی روایت اور ترجمانی میں اپنے ہم عصروں سے منفرد اور ممتاز رہے۔ اگر ان کے مرتب کردہ یہ ملفوظات کبھی اپنی مکمل صورت میں جلوہ گر ہو گئے، تو ملفوظاتی ادب کی تاریخ اور روایت میں نمایاں مقام اور مرتبہ کے حامل ہوں گے۔

مہر منیر میں ملفوظات مہر اور مولانا غلام محمد گھوٹوی کے روایت کردہ ملفوظات کے علاوہ بھی کئی ملفوظاتی ادب پارے اس کتاب کی زینت ہیں، جو اپنے معنوی اور جمالیاتی آہنگ میں منفرد بھی ہیں اور ممتاز بھی۔

ضیائے مہر (۱۳) پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بہ بابو جی غریب نواز (م ۲۱ جون ۱۹۷۳ء) کے احوال اور ملفوظات گرامی کا مجموعہ ہے۔ اس مجموعے کے مؤلف مولانا مشتاق احمد چشتی ہیں۔ یہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے۔ نویں باب کی دو فصلیں فرمودات اور ملفوظات پر محیط ہیں۔ ان ملفوظات میں صاحب ملفوظ کی روحانی زندگی کا تموج اور ارتقاء بھی دکھائی دیتا ہے اور ان کی خوش کلامی کے مظاہر کی باز آفرینی کے مناظر بھی سامنے آتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر وزیر آغا:

وہ خوش کلام ہے ایسا کہ اس کے پاس ہمیں
طویل رہنا بھی لگتا ہے مختصر رہنا

بابو جی غریب نواز کی مجالس کی کیفیات کا سوزِ دروں کسی حد تک ان کے ملفوظات کے تناظر میں قص کناس ہے، لیکن اس کی مکمل تعبیر کا ادراک لفظ کی گرفت سے باہر رہتا ہے۔ ملفوظات کے حجرے میں مراقبہ کرتے لفظ: صاحب ملفوظ کے داخلی جذبوں کی تفہیم کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ حسن ادا کے اشارات سے کسی بھی شخصیت کے باطن کی تصویر کشی کہاں ممکن ہے؟ کیونکہ اس کے سینہ دل پر نزول کرتے ہوئے مناظر لفظ کے آنگن میں اترنے سے گریزاں رہتے ہیں اور یوں ملفوظ کے پیکر میں بکھرتی ہوئی خوشبو محسوس تو کی جاسکتی ہے، لیکن شاید اسے کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

تذکرہ والی دامان (۱۵) اہل شریف کے خواجہ محمد امیر (م ۳ رجب الاول ۱۳۴۵ھ / ۱۱ ستمبر ۱۹۲۶ء) کے احوال و ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مؤلف ڈاکٹر ایم عطاء اللہ راز ہیں۔ موصوف پیر مہر علی شاہ صاحب گوڑہ شریف کے مجاز تھے۔ اس مجموعے میں ان کے احوال و آثار کی ترقیم کے ساتھ ساتھ ان کے ملفوظات گرامی کا احاطہ بھی کیا گیا۔ مرتب رقمطراز ہیں کہ:

”اس مادہ پرستی کے دور میں کہ قلب و روح کو حرص و ہوس، حسد و بغض اور کینہ و ریا نے مسموم کر دیا ہے، جس سے انسان کے کردار کے اعلیٰ اوصاف زنگ آلود ہو چکے ہیں۔ ایسی صورت حال میں بزرگانِ دین کے حالات و واقعات اور ان کے ارشادات و نصائح کا بیان نسیم جانفزا سے کم نہیں ہیں، جن کے تذکرے سے آج ارواح کو فرحت و انبساط کی دولت میسر آتی ہے اور جن کے انوار سے قلوب جاوہ مستقیم پا کر دولتِ لازوال کے حامل ہو جاتے ہیں۔“ (۱۶)

یہ ملفوظات (ص ۹۹ تا ۱۳۴) پینتیس صفحات پر مشتمل ہیں۔ یہ فرمودات مختلف راویوں کی روایت سے مرتب ہوئے۔ اس مجموعے میں خواجہ شمس الدین (م ۹ - رجب ۱۳۸۲ھ) کے ملفوظات بھی شامل ہیں۔ یہ ملفوظات (ص ۱۹۷ سے ۲۱۴) سترہ صفحات پر محیط ہیں۔ ہر دو بزرگوں کے ملفوظات میں چشتیہ رنگ کی تابناکی اور تازگی کے مناظر نکھرے ہوئے ہیں۔ ان میں درد مندی بھی ہے اور دلداری بھی؛ اظہار کی چاشنی بھی ہے اور محبت کی رنگینی بھی۔ خواجہ محمد امیر وحدۃ الوجودی رنگِ سخن کے ترجمان تھے۔ پیر صاحب گولڑہ شریف کے نام ان کے علمی اور روحانی استفسارات ان کی بلندی احوال کے گواہ ہیں۔ ان ملفوظات میں بھی ان کا عارفانہ تفکر جلوہ فرما ہے۔ وجدانی اور مکاشفاتی جذبوں کی بوقلمونی ان ملفوظات کے بین السطور اپنی رعنائی اور شادابی کے نئے منظروں کا پیش خیمہ ہے۔ روحانی کرب: خوش کلامی کے تخلیقی اظہارات میں ڈھل کر ملفوظاتی ادب میں جلوہ نما ہوتا ہے، تو اس کے کول اور جل رنگوں کا جمالیاتی اسلوب نکھر کر ایک نئی دنیا کا پیش نامہ مرتب کرتا ہے۔

معظم آباد شریف کا ملفوظاتی ادب:

[۴]

ہو المعظم (۱۷) خانقاہِ معظمیہ کی روحانیت کی سو سالہ تاریخ ہے، جسے صاحب طرز انشا پرداز اور درویش صفت شاعر پروفیسر غلام نظام الدین نے اپنے حسن خیال کی رعنائی اور موقف کی زیبائی سے مزین کیا۔ وہ رقم طراز ہیں:

”ہو المعظم کی نوعیت؟۔۔۔ مواد کی کمی کی وجہ سے ہو المعظم میں ہم تاریخ یا سوانح نگاری کے تقاضے پورے نہیں کر سکے۔ ملفوظات کی کتاب بھی اسے نہیں کہہ سکتے۔ لہذا یہ ایک تذکرہ نمائی چیز ہے۔ اس میں مختصر سوانحی خاکے بھی ہیں اور انہی کے ضمن میں حضرات کے ملفوظات اور باطنی کیفیات کا سراغ مل جاتا ہے“۔ (۱۸)

اس مجموعے میں خواجہ معظم الدین (م ۹ - جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) اور ان کے بعد آنے والے بزرگوں کے احوال بھی ہیں اور ان کے ملفوظات بھی۔ یہ مجموعہ براہِ راست ملفوظاتی مجموعہ تو نہیں، لیکن پورے مجموعے میں ملفوظات کی فکری اور معنوی لہریں موجِ سفر ہیں۔ ہر سطر کے بین السطور ملفوظات کی خوشبو اپنے ہونے کا احساس دلاتی ہے۔ اس مجموعے میں ملفوظات کی جمالیاتی اپیل اس کے معنوی رویوں کو اس مدار میں رکھنے میں کوشاں ہے، جو ان صاحبانِ خوش خیال کی خوش گفتاری کے ترجمان ہیں۔ اس میں ان کی باطنی کیفیات کا آہنگ ان کی خوش خرامی سے بھی منکشف ہے اور ان کی گل افشانی گفتار سے بھی۔ اس میں ان کے انفساں جاں کا رنگ بھی نمایاں ہے اور ان کی واردات کا آہنگ بھی۔ ان کی مجالس میں زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے ساتھ ہویدا ہے:

ان کی محفل میں آن کر دیکھو

زندگی کتنی خوب صورت ہے

ملفوظاتِ سدید (۱۹) حافظ غلام سدید الدین معظم آبادی کے ملفوظاتِ گرامی کا نہایت ہی عمدہ مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب صاحب ملفوظ کے پوتے معین نظامی ہیں۔ اس مجموعے میں: معین نظامی کے علاوہ مولوی محمد اقبال سیدی، محمد اکرم سیدی، حکیم عبدالرحمن مخدوم اور صفدر حسین حامد کے جمع کردہ ملفوظات شامل ہیں۔ یہ مجموعہ رجب ۱۴۱۰ھ / فروری ۱۹۹۰ء میں اشاعت آشنا ہوا۔ سرورق امام الخطاطین حافظ محمد یوسف سیدی کے حسن قلم کا شاہکار ہے۔ معین نظامی کی یہ پیش کش مکتبہ معظمیہ، خانقاہ معظمیہ

آباد کے اہتمام سے روشناس خلق ہوئی۔ ۱۵۹ صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ سلسلہ چشتیہ کی روایتی اور ملفوظاتی خوشبو سے مہک رہا ہے۔

صاحب ملفوظات کی شخصیت کا سحر ہے یا کیا کہ ان ملفوظات کا مطالعہ کرتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم ان کی مجلس میں موجود ہوں اور ان کے خیالات زریں قطرہ ہائے شبنم کی طرح ہمارے سینہ دل پر اتر رہے ہوں۔ بارش عرفان میں بھیکتے لوگ کسی ایسی دنیا کے راہی بن جاتے ہیں، جو سوز و ساز کی فلک سرشت کیفیات سے عبارت ہوتی ہے۔ ایسی مجالس کے پُر اثر لمحات کی عکس گری قلب سلیم کی شادابی کا باعث بھی ہوتی ہے اور اس کی حیات دوام کا سبب بھی۔۔۔ اور ایسے کئی مناظر اس مجموعہ ملفوظات میں عکس انداز ہیں، جو فطرت سلیم کے روحانی ارتقاع اور اس کی فکری بالیدگی کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ مجموعہ ملفوظات: سلسلہ چشتیہ کے ملفوظاتی ادب میں اس حوالے سے منفرد اور ممتاز حیثیت کا حامل ہے کہ اس کے جامعین میں کئی عقیدت کیش شامل ہیں۔

مکان شریف کا ملفوظاتی ادب:

[۵]

ہوا الحمید (۲۰) میاں عبدالحمید (م ۹۔ رجب ۱۳۹۷ھ/ ۲۷۔ جون ۱۹۷۷ء) کے احوال اور ملفوظات پر مبنی مجموعہ مناقب ہے، جسے محمد مسعود احمد نے ترتیب دیا ہے۔ یہ مجموعہ دسمبر ۱۹۹۲ء/ رجب ۱۴۱۳ھ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ اس کے صفحات کی کل تعداد تین سو تین ہے۔ اس میں ملفوظات کا حصہ باون صفحات (ص ۱۳۳ تا ۱۸۵) کو محیط ہے۔ ہر ملفوظ کا آغاز لفظ ’فرمایا‘ سے ہوتا ہے۔ ۹۴ ملفوظات اس مجموعے کی زینت ہیں۔ مرتب ملفوظات رقم طراز ہیں کہ:

”یہ ملفوظات: ملفوظ نویسی کی روایت کے مطابق مجالس کی صورت میں قلم بند نہیں کیے گئے، بلکہ آپ کے اُن ارشادات عالیہ پر مبنی ہیں، جو آپ نے مختلف مواقع پر جزوی طور پر ارشاد فرمائے۔ ان میں سے چند ایک تو خود میں نے نوٹ کیے، لیکن زیادہ تر روایتاً مجھ تک پہنچے ہیں۔ حضرت صاحب جزا دہ عزیز احمد صاحب، سجادہ نشین مکان شریف کفری نے ملفوظات کے مسودے پر خاص طور پر نظر ثانی کی اور بعض مقامات پر اصلاح بھی فرمائی۔“۔ (۲۱)

اس مجموعہ ملفوظات اور مناقب کے فکری آفاق: حسن خیال کی اس تابناکی سے شمر بار ہیں، جو خیال حسن کی رعنائی کا اشاریہ بھی ہوتا ہے اور اس کی زیبائی کا اظہار یہ بھی؛ اس مجموعے میں وجود وحدت کی بے رنگی کے مناظر بھی ہیں اور وجود امکاں کی رنگارنگی کے مظاہر بھی؛ اس میں تمثیل کی خوشبو بھی ہے اور خیال کی تجسیم بھی؛ اس میں نشاط زیت کا آہنگ بھی ہے اور جمال یار کا رنگ بھی۔ پروفیسر غلام نظام الدین نے لکھا ہے کہ:

”حضرت میاں صاحب بہت کم بولتے تھے۔ بولتے کیا تھے؟ موتی رو لتے تھے۔ لہجہ اتنا ملائم اور آواز اتنی دھیمی تھی کہ سننے والے کو ہمتن گوش ہو کر سننا پڑتا تھا اور میاں صاحب کی بات محض مدعا سے وابستہ ہوتی تھی۔ ادھر ادھر کی باتیں اور گپ شپ کا وہاں کوئی امکاں نہ تھا۔ ان کی گفتگو ابر کرم کی ہلکی پھوار کی مانند دل پذیر اور خوش گوار تھی۔“۔ (۲۲)

اس مجموعے میں اشعار کا بر محل اور برجستہ اظہار: ملفوظاتی فضا کو گنجینہ معانی کی طلسماتی اپیل کا ایسا پیش منظر عطا کرتا ہے کہ

جس سے اس کے بین السطور خوش رنگ اور ابد تاب ماحول کی تازگی اور شادابی کے مظاہر اور مناظر پھیل کر نکھر جاتے ہیں اور اس طرح اس کی معنوی تہ داری کا آہنگ نئے زمانوں کی نوید بن جاتا ہے۔

حواشی اور حوالے

- ۱۔ تاریخ مشائخ چشت: ادارہ ادبیات، دلی: ۱۹۸۴ء، ص ۴۳۰
- ۲۔ مرآة العاشقین: سید محمد سعید زنجانی: مصطفائی پریس، لاہور: ۱۳۰۲ھ: ۲۵۲ ص
- ۳۔ کتاب کے اختتام پر ذی قعدہ ۱۳۰۲ھ کی تاریخ طاعت درج ہے، جبکہ سرورق پر سنہ اشاعت ۱۳۰۳ھ لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ کتاب کی اشاعت ۱۳۰۲ھ میں عمل میں آئی ہو اور ایک مہینے بعد نئے سال (۱۳۰۳ھ) کے آغاز میں اس کا سرورق چھپا ہو۔ واللہ اعلم
- ۴۔ پُرگوہر: تصوف فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء، ص ۱۰
- ۵۔ انوارِ قمریہ (جلد اول): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بار اول اپریل ۲۰۰۲ء: ۳۷۲ ص
انوارِ قمریہ (جلد دوم): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بار اول مارچ ۲۰۰۳ء: ۴۰۴ ص
انوارِ قمریہ (جلد سوم): قاری غلام احمد [مرتب]: دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی: بار اول اپریل ۲۰۰۴ء: ۳۵۹ ص
- ۶۔ شریعت و طریقت کے نیر تاباں۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی: ڈاکٹر خالق داد ملک: ادارہ تعلیماتِ اسلاف، لاہور: سن: ۲۴ ص
- ۷۔ نجاتِ المحبوب فی احیاء القلوب: صوفی نور عالم جہلمی: کارخانہ بلالی سٹیم پریس، ساڈھورہ: ۱۹۰۹ء: ۳۷۲ ص
- ۸۔ ذکر حبیب: صوفی محمد الدین: ادارہ حزب اللہ، جہلم: بار سوم ۱۴۲۳ھ: ۷۰۲ ص
- ۹۔ احیاء القلوب المعروف بہ مقامات المحبوب (قلبی): صوفی نور عالم جہلمی: مملوکہ قاضی محمد رئیس احمد قادری
- ۱۰۔ خزینۃ انوار و گنجینۃ اسرار موسوم بہ ملفوظات طیبہ: عبد الحق سسرالوی و گل فقیر احمد پشاور: صابر الیکٹرونک پریس، لاہور: ۱۳۵۳ھ: ۱۸۴ + ۲۳۷ ص
- ۱۱۔ مقالات مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ: پرنٹنگ پروفیشنلز، لاہور: بار پنجم ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء: ۲ ص
- ۱۲۔ محولہ بالا: ص ۲-۳
- ۱۳۔ مہرِ منیر: مولانا فیض احمد فیض: پرنٹنگ پروفیشنلز، لاہور: بار دوم ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ/دسمبر ۲۰۰۶ء: ۶۳ ص
- ۱۴۔ ضیائے مہر: مولانا مشتاق احمد چشتی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور: بار دوم سن: ۳۵۲ ص
- ۱۵۔ تذکرہ والی دلمان: ڈاکٹر ایم عطاء اللہ راز: دربار عالیہ اٹل شریف، تحصیل کلاچی: سن: ۱۶
- ۱۶۔ محولہ بالا: ص ۱۵-۱۶
- ۱۷۔ ہولِ معظم: پروفیسر غلام نظام الدین: اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور: ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء: ۳۶۱ ص
- ۱۸۔ محولہ بالا: ص ۱۴
- ۱۹۔ ملفوظات سدیدہ: معین نظامی: مکتبہ معظمیہ، خانقاہ معظمیہ معظم آباد: ۱۹۹۰ء/۱۴۱۰ھ: ۱۵۹ ص
- ۲۰۔ ہولِ حمید: محمد مسعود احمد: آستانہ عالیہ، مکان شریف، کفری، خوشاب: بار اول ۱۹۹۲ء
- ۲۱۔ محولہ بالا: ص ۱۳۴
- ۲۲۔ ہولِ معظم: ص ۳۲۴